❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت عہد بیعت
وقت 5-7 منٹ

عہدِ بیعت، اہمیت اور اِس کے تقاضے

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

ہے عہدِ بیعت اپنا، ہمیں جان سے پیارا
جو اِس سے پھرے، اُس کے مقدّر میں خسارہ
ہم عہد نبھائیں گے جو اللہ سے باندھا
حاضر ہے ہر اِک بوجھ اُٹھانے کو یہ کاندھا

معزز سامعین! آج مجھے عہدِ بیعت اِس کی اہمیت اور اِس کے تقاضے پر گفتگو کرنی ہے۔

لفظ بیعت عربی لفظ ہے جس کے معنی بیچنے کے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر آپؐ کی کامل اطاعت اور وفا کا عہد کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ایک ''سَودا'' سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ:111)

یعنی یقیناً اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے اموال خرید لئے ہیں، تاکہ اُس کے بدلے میں انہیں جنت ملے۔

دوسری جگہ اس بیعت کی عظمت اور تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح:11)

یعنی اے نبی! یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھ پر ہے۔

ہر زمانہ کے نبی کے ساتھ یہی عہدِ بیعت کر کے اس کے ماننے والوں نے حسب توفیق نبھانے کی توفیق پائی۔ مگر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد بیعت جس کمال خوبی اور خوش اسلوبی سے نبھایا اس پر آفرین ہے کہ خدائے ذوالعرش نے بھی انہیں '' رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ '' کہہ کر اپنی رضا کا تاج پہنایا اور جنت کی نوید سے نوازا اور انہیں جنتوں کی خوشخبری دے کر فوز عظیم کا مقام نصیب فرمایا۔ ان اصحاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے گئے اس عہد سے کوئی طاقت منحرف نہ کر سکی۔ حالانکہ یہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تلواروں کے آگے خندہ پیشانی سے ڈٹ گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے اس عہدِ مقدّس پر کوئی حرف نہ آنے دیا۔ جنگ بدر کے موقع زمانہ نے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ بلکہ خدا کی قسم! ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں

بھی لڑیں گے اور دشمن جو آپؐ کو نقصان پہنچانے کے لئے آیا ہے وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزر تا ہوا نہ جائے۔ اگر آپؐ ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں کود جاؤ۔ ہم بلا دریغ سمندر میں کود جائیں گے۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد 1 صفحہ 453)

صحابہ رسولؐ کے عہد بیعت میں فائز المرام ہونے کا اندازہ اس نظارہ سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔
حرمتِ شراب کا حکم نازل ہوا اور اِس کے اعلان مدینہ کی گلی کوچوں میں ہونے لگے تو دیکھنے ہی دیکھتے شراب کے مٹکوں کے ٹوٹنے کی آوازیں سنتی اور شراب گلی محلّوں میں بہتی دیکھی گئی کسی نے اعلان کرنے والے سے پلٹ کر کوئی وضاحتی سوال تک نہیں کیا۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ المائدہ)

ایک اور صحابیٔ رسولؐ کے بیعت اور اطاعت کے تقاضوں کا مؤمنانہ حال ملاحظہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”لوگو! بیٹھ جاؤ۔“ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو رہے تھے ابھی راستہ میں ہی تھے۔ وہ مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاعت کا یہ شاندار نمونہ دیکھ کر فرمایا اے عبد اللہ بن رواحہ! تمہارا اطاعت کا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ اور بڑھائے۔

(اصابہ جزء 4 صفحہ 66)

سامعین! مشرکین مکہ کے سردار عُروہ بن مسعود نے صلح حدیبیہ کے موقع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات پر صحابہ کی جانثاری اور وفاشعاری دیکھ کر واپس جا کر قریش کے سامنے یوں شاندار تاریخی گواہی دی
”اے میری قوم! اللہ کی قسم! مَیں بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر اور کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں، اللہ کی قسم! مَیں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب کبھی تھوک پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لیے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور ازروئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔“

(بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجھاد)

پیارے بھائیو! اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے سچے غلاموں نے بھی وفا کے اچھوتے نمونے اور انوکھے انداز رقم کر دکھائے۔ جو عہدِ بیعت انہوں نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں دے کر کیا تھا اُسے مرتے دم تک نبھایا اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ مسیح پاکؑ نے انہیں اطاعت کے حقیقی معنی سمجھاتے ہوئے فرمایا تھا:
”اطاعت بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے جو دس شرائط مقرر فرمائیں۔ اُسے عہدِ بیعت کا حصہ بنایا اور آپؑ نے فرمایا:
”درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 257)

اس کے بالمقابل عہد بیعت کے تقاضے نہ نبھانے والوں کو آپؑ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ:
”بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے… اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ بیعت پھر اس کے واسطے اور بھی باعثِ عذاب ہوگی کیونکہ معاہدہ کر کے جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 604-605)

عہدِ بیعت میں پنجوقتہ نماز موافقِ حکم خدا و رسول ادا کرنے کا ذکر ہے ۔ اِس حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک رفیق شیخ حامد علی کے بارہ میں فرماتے ہیں:
”مَیں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرضُ الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میّت کی طرح ہو گیا تھا۔ التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بے ہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 540)

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ کثرتِ پیشاب کی شدید تکلیف میں بعض دفعہ غش کھانے کے قریب ہو جاتے مگر نماز کے لئے مسجد تشریف لاتے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

”قادیان میں جب کہ وہ ملنے کے لئے آئے تھے اور کئی دن رہے پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں اُن کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 526-527)

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ آخری عمر میں باوجود بیماری کے اپنے گھر دار السلام سے نماز باجماعت کے لئے پیدل مسجد مبارک آتے تھے۔

(اصحاب احمد جلد 7 صفحہ 10)

حضرت منشی محمد اسماعیل سیالکوٹی صاحبؓ تہجد کی نماز ایسی ہی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے جیسے دوسری پانچ نمازیں۔

(اصحاب احمد جلد 7 صفحہ 200)

سامعین! بیعت کنندہ عہد کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ سے عقد اخوت باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ مسیح دوراں کے سب غلاموں نے ہی اس کے بہترین نمونے دکھائے۔ مگر سب سے اول نمبر پر عاشق صادق حضرت مولوی نور الدین صاحب تھے جن کی فدائیت اور جذبہ اطاعت انتہاء پر تھا۔ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے دہلی سے بذریعہ تار حضرت مولوی نور الدین صاحب کو دہلی بلایا۔ تار ملتے ہی آپؓ مطب سے اُٹھے اور جوتی پہن کر یکہ کے اڈہ کی طرف پیادہ چل پڑے۔ آپ بٹالہ پہنچے اور تحصیلدار نے اپنی اہلیہ کے علاج کی درخواست کر دی۔ آپؓ نے اُسے کہا کہ مَیں نے اِس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ تحصیلدار نے کہا کہ آپ میری بیوی کا علاج کریں نسخہ دیں۔ جب تک آپ نہ آئیں گے گاڑی نہیں چلے گی۔ چنانچہ آپ نے علاج کا انتظام کیا اور تحصیلدار صاحب آپ کو ساتھ لے کر ریلوے سٹیشن بٹالہ پر پہنچے اور دہلی کا ٹکٹ دے کر اور یک صد روپیہ نذر کر کے آپ کو گاڑی میں بٹھا دیا اور حضرت مولوی نور الدین صاحب روانہ ہو گئے (اور دہلی پہنچ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔) حضرت مولوی صاحب نے گھر سے نہ کوئی خرچ منگوایا، نہ مشورہ (کیا) اور (نہ) اطلاع کی۔ مطب سے ہی دہلی کو روانہ ہو گئے۔

(اصحاب احمد جلد 7 صفحہ 35)

جان، مال، عزت اور اولاد قربان کرنے کا عہد

ایک اور شرط کے مطابق بیعت کنندہ عہد کرتا ہے کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے رفیقِ خاص حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب کے بارے میں فرمایا:
”سب سے پہلے مَیں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نورِ اخلاص کی طرح نور دین ہے۔ مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش! وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصوّر سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ، رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور مَیں تجربہ سے نہ صرف حُسنِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک سے دریغ نہیں اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

اسی طرح شہید کابل حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہیدؓ کی خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اس نے اپنے ایمان کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ بیوی بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہ ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعّم نے اس کو بزدل نہ بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہ کیا۔ عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ جان جیسی عزیز شے کو جو انسان کی ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا، جس کا اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 511-512)

سامعین! آئیں! کچھ مزید باتیں اطاعت کے حوالے سے ہو جائیں۔ اطاعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

"خلافت کے خلاف بے ادبی کرنے والوں کا کبھی بھی مَیں نے نیک انجام ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ بھی تباہ ہوئے اور ان کی اولاد بھی تباہ ہوئی۔ اس لیے ہمیشہ کامل غلامی کے ساتھ خلافت کی اطاعت کا عہد کریں اور اس پر قائم رہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 31 مئی 2021 صفحہ 92)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کی لطیف تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

"اطاعت کے معیار حاصل کرو۔ اطاعت یہ نہیں کہ خلیفہ وقت کے یا نظامِ جماعت کے فیصلے جو اپنی مرضی کے ہوئے دلی خوشی سے قبول کر لئے اور جو اپنی مرضی کے نہ ہوئے اُس میں کئی قسم کی تاویلیں پیش کرنی شروع کر دیں، اُس میں اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔"

(خطبہ جمعہ 11/ اکتوبر 2013ء)

سامعین کرام! خلافت کی عہدِ بیعت، انسان کی کامیابی کا زینہ بھی ہے۔ ایسے ہر انسان کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کر لے۔ اس کے نتیجہ میں اس کی کامیابی اور فتح یقینی ہو گی۔ خلافت کے ساتھ یہ وابستگی کیسی ہونی چاہئے؟ اس بارے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:

"امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اُس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اُس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اُس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اُس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اُس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔"

(الفضل 4/ ستمبر 1937ء)

پس کامیابی اُسے ملتی ہے جو اپنے آپ کو پوری طرح خلافت کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے، کامیابی اُسے ملتی ہے جو اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کر دیتا ہے۔ کامیابی اُسے ملتی ہے جو خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرتا ہے کیونکہ

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اُس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"۔

(منصب خلافت صفحہ 32)

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)